www.rahimia.org

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ

# رحیمیہ

لاہور

بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوری قدّس اللّٰہُ سِرّہٗ السّعید مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی **عبدالخالق آزاد** رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

اگست 2023ء / محرم الحرام، صفر المظفّر ۱۴۴۵ھ • جلد نمبر 15، شمارہ نمبر 8 • قیمت: 30 روپے • سالانہ ممبرشپ: 350 روپے

## مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی

مدیر: محمد عباس شاد

## ترتیبِ مضامین

- عملی طور پر شکست خوردہ قوم کی فکری گمراہی
- دین پر استقامت میں مشکلات
- حضرت معاذ بن جبل انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ
- آزادی اور ترقیاتی فنڈز کے نام پر شاہ خرچیاں
- مختلف اوقات اور حالات کی دعائیں (3)
- امام المعبّرین سیّدنا محمد بن سیرینؒ
- معیشت کو بچانے کا ایک اور منصوبہ
- دہشت گرد جتھے کی شیطانی چالیں
- انسانی زندگی میں قرآن حکیم کی رہنمائی اور انسانوں کی غفلت کا عالم
- کائناتی عناصر اور مخلوقات میں منتخبات کی حرمت اور اہمیت
- محرم میں جھگڑے اور فسادات استعماری نظام کی دین ہیں
- حرمت کے مہینوں کا بنیادی فلسفہ امن وامان اور انصاف ہے
- حضرت ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاریؒ
- اسلامی بینکاری کا فریب
- دینی مسائل

## ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا **شاہ عبدالقادر** رائے پوری قدس سرہ — مسند نشینِ ثانی، خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت والاؒ نے فرمایا:

’’اصل یہ ہے کہ ہمارا وجود یعنی ’’ہونا‘‘ جو ہے، یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اسے ’’روح‘‘ بھی کہتے ہیں۔ تو ہر انسان میں اپنی اصل کی طرف کشش ہوتی ہے۔ جیسے اپنے وطن کی طرف ہر انسان کو کشش ہوتی ہے۔ تو یہ دنیا اصل میں ہمارا وطن نہیں۔

وطن تو وہ ہے، جہاں سے (ہم) آئے ہیں۔ اب اگر یہاں کی (ناپائیدار) چیزوں میں دل پھنس جائے تو اُدھر کی کشش کم ہو جائے گی۔ مگر یہ ماسوا (اللہ تعالیٰ کے علاوہ اشیا) کی محبت کے عارضی اثرات اگر کم ہو جائیں تو اصل فطری جذبہ جو اس وطن کا ہے، اُبھر آئے گا اور وہاں کا شوق اور خدا کی محبت و عشق پیدا ہو جائے گا۔ یہی مقصود ہے۔

اللہ نے ہمیں یہاں دنیا میں کمانے (جدوجہد کے لیے) بھیجا ہے۔ جو شخص یہاں خدا کی یاد کما لے (یعنی منشائے الٰہی کے مطابق جدوجہد کر) جائے گا، اُس (اصل) وطن میں پہنچ کر اتنے ہی آرام و راحت سے رہے گا‘‘۔

(۱۳ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ/10 جولائی 1949ء، بروز: اتوار۔ مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 395، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

**رحیمیہ** ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

www.rahimia.org



# عملی طور پر شکست خوردہ قوم کی فکری گمراہی

سورت البقرہ کی گزشتہ آیات (94 تا 96) میں بنی اسرائیل کی خرابیوں کے تسلسل میں بتلایا گیا تھا کہ یہ لوگ دینِ حق کے غلبے کے لیے موت قبول کرنے سے گھبراتے ہیں۔ آخرت پر اعتقاد کے باوجود اُس کی صرف تمنا اور خواہش رکھتے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں دنیا میں زندہ رہنے کی حرص اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ان میں سے ہر آدمی یہ خواہش کرتا ہے کہ کاش کہ اُس کی عمر ایک ہزار سال ہو جائے۔ موت سے گھبرا کر تورات کی حنفی تعلیمات اور اُس کے اعلیٰ مقاصد کو رُوبہ عمل لانے کے لیے شکست خوردہ ہو چکے ہیں۔

ان آیات (97 تا 99) میں بنی اسرائیل کو قرآنی تعلیمات کو قبول نہ کرنے کے لیے کچھ اَور نہیں سوجھا تو جبرئیل امینؑ کو اپنا دشمن قرار دے دیا، حال آں کہ جبرئیل امینؑ ملاءِ اعلیٰ کے اُن عظیم فرشتوں میں سے ہیں کہ جو ہر دور میں اللہ کے حکم سے ہی ہر نبی کے قلب پر وحیٔ الٰہی نازل کرتے رہے ہیں۔ خاص طور پر انھوں نے رسولِ امین ﷺ کے قلبِ اطہر پر بڑی واضح آیاتِ قرآنیہ نازل کی ہیں۔ قرآن حکیم کے ان احکامات کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں، جو انسانی معاشرے میں قانون شکن بن کر فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ (تُو کہہ دے: جو کوئی ہووے دشمن جبرائیل کا):

قومیں جب اپنی سستی، کاہلی اور عیاشی کے سبب میدانِ عمل میں شکست کھا جاتی ہیں اور صحیح سچی دینی تعلیمات پر عمل کرنے کے بجائے مفاد پرستی اور خواہشات پورا کرنے کے فکری اُلجھاؤ میں گرفتار ہو جاتی ہیں تو پھر وہ اپنی بداَعمالیوں کے لیے دینِ حنیف کے سچے فکر و فلسفے سے دور جا پڑتی ہیں اور خود ساختہ فلسفہ گھڑنے لگتی ہیں، تاکہ اپنی بداعمالیوں کا جواز ثابت کیا جا سکے۔ تمام ملتوں میں خواہش پرستوں نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے۔

علمِ نجوم کی اَساس پر "ملّتِ نجّامِین" کا مسخ شدہ تصور یہ ہے کہ ہر ایک انسان کی نجات کسی نہ کسی فلکی ستارے کی تائید سے ہی ممکن ہوتی ہے۔ جب وہ ستارہ ایک دفعہ گردشِ فلکیات کے مرکزی دائرے سے گر جاتا ہے تو وہ شخص اُس وقت تک عروج حاصل نہیں کر سکتا، جب تک کہ اُس کا ستارہ دوبارہ عروج حاصل نہ کرے۔

اسی غلط تصور کی صدائے بازگشت ملتِ ابراھیمیہ حنیفیہ میں یہودیت اور نصرانیت کے تحریف شدہ اس تصور میں پائی جاتی ہے کہ اس ملت کا ستارۂ عروج جبرئیل امینؑ ہیں کہ انھوں نے ہی بنی اسرائیلی انبیاؑ پر اَحکاماتِ الٰہیہ نازل کیے ہیں، لیکن اس دور میں نعوذ باللہ جبرئیل امینؑ حضور ﷺ پر وحی لا کر انسانیت کے دشمن بن چکے ہیں۔ وہ اپنے بلند مرتبے سے گر چکے ہیں اور ہم اپنے دشمن کی باتوں کو کیسے تسلیم کریں۔ مشرکینِ مکہ نے بھی ان یہودیوں کی طرح یہ اعتراض کیا تھا کہ: "کیوں نہ اُترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں (مکہ اور طائف) میں کے" (43-الزخرف: 31)۔ خواہش پرست اور سرمایہ دارانہ ذہنیت اسی طرح کے خود ساختہ تصورات کے اسیر ہو جاتے ہیں اور پیغامِ الٰہی کی اصل حقیقت پر غور کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ عملی طور پر زوال پذیر قوموں کا یہ فلسفہ و فکر اپنی بدعملی کو چھپانے کے لیے خود ساختہ اور خواہشات پر مبنی ہوتا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (سو اُس نے تو اُتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے، کہ سچا بتانے والا ہے اس کلام کو جو اِس کے پہلے ہے، اور راہ دکھاتا ہے اور خوش خبری سناتا ہے ایمان والوں کو): جبرئیل امینؑ کے بارے میں یہودیوں کا یہ تصور بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ جبرئیل امینؑ حظیرۃ القدس کی بلند مرتبہ اجتماعیت کے نمائندے ہیں۔ انھوں نے اللہ کی اجازت اور حکم سے قرآن حکیم آپ ﷺ کے قلب پر نازل کیا ہے۔ اس کتابِ مقدس کی تین بنیادی خصوصیات بھی ہیں کہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں؛ تورات و انجیل کی تصدیق کرتی ہے اور انسانیت کے لیے ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے اور مسلمانوں کو کامیابی کی خوش خبری دیتی ہے۔ ایسی صورت میں جبرئیل امینؑ انسانوں کے دشمن کیسے ہو سکتے ہیں؟

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (جو کوئی ہووے دشمن اللہ کا، اور اس کے فرشتوں کا، اور اس کے پیغمبروں کا، اور جبرائیل اور میکائیل کا، تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا): کائنات کا عالم گیر نظام اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فرشتوں، اپنے رسولوں، اور جبرئیل امینؑ اور میکائیلؑ کے ذریعے سے چلا رہے ہیں۔ اب جو آدمی اس عالم گیر نظام کے ان اعلیٰ رہنماؤں اور انبیا اور رُسل سے دشمنی رکھتا ہے، وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دشمن ہے۔ ایسا آدمی عالم گیر نظام کا منکر ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے کافر کا دشمن ہے۔ اُن کا دائرۂ حنیفیت اور مِلّتِ ابراھیمیہ کی بنیادی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اللہ کے دشمن ہیں۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ (اور ہم نے اُتاریں تیری طرف آیتیں روشن، اور انکار نہ کریں گے ان کا، مگر وہی جو نافرمان ہیں): بنی اسرائیل کا یہ خود ساختہ فکر دراصل فرشتوں کے عالمی نظام اور حظیرۃ القدس کی اصل حقیقت سے انکار کرنا ہے، حال آں کہ اللہ کے حکم سے کائنات کا عالم گیر نظام فرشتوں کی اسی قوت سے ہی چل رہا ہے اور اُسی عالم گیر نظام کے تحت ہم نے اے محمدؐ! آپ کی طرف واضح آیات اور اَحکامات نازل کیے ہیں۔ اُن کی حقانیت اس قدر واضح ہے کہ اُس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، جو اس دور کی انسانیت کے لیے سراسر خیر اور نفع بخش ہے۔

اب اس حقیقت کا انکار وہی لوگ کریں گے، جو حق کے مقابلے میں باطل پروگرام کے مطابق چلتے ہیں۔ یہ لوگ فاسق ہیں، یعنی حنفی ابراہیمی فکر و فلسفے پر بہ ظاہر اعتقاد رکھنے کے باوجود اُس کے بنیادی احکامات کے مطابق عمل سے گریزاں ہیں اور دُنیوی زندگی کی خواہشات اور تمناؤں کے سہارے ظالمانہ نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اُن معاہدات کو توڑنا چاہتے ہیں، جو انسانی سماج کی بہتری کے لیے حنفی تعلیمات میں لازمی قرار دیے گئے ہیں۔ اگلی آیات میں اس کا تذکرہ ہے۔

www.rahimia.org

از: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

## دین پر استقامت میں مشکلات

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ – رضی اللّٰہ عنہ – ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ، الصَّابِرُ فِیْھِمْ عَلٰی دِیْنِہٖ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ''. (الجامع للتّرمذی، حدیث: 2260)

(حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا، جس میں دین پر قائم رہنے والا ایسے ہوگا جیسا کہ وہ شخص جس نے مٹھی میں آگ کا دہکتا ہوا انگارہ پکڑ رکھا ہو''۔)

اس حدیث کی روشنی میں ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر استقامت اور اس کے عملی نفاذ کے لیے جدوجہد مشکل ترین عمل ہوجائے گا۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے، جب دینی نظام کے برعکس انسان دشمن، ظلم، استحصال، بددیانتی اور بداَخلاقی پر مبنی نظام قائم ہوجائے۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو عدل وانصاف اور عمدہ اَخلاق کا غلبہ چاہتے ہوں، سسٹم ان کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور ان کی پذیرائی کے بجائے ان کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ عوام میں ایسی بے شعوری اور ذہنی پستی پیدا ہوجاتی ہے کہ ان کے ہاں درست نظریہ اور حق بات کہنے والوں کی پرکھ ختم ہوجاتی ہے۔ حق پرست لوگ معاشرے میں اجنبی ہوکر رہ جاتے ہیں۔

آج وہ لوگ جو فکر و عمل میں ناقص اور گمراہ ہیں، ریاستی نظام ایسے لوگوں کا پشتی بان ہے۔ انسان دشمن گروہوں کے لیے سازگار ماحول موجود ہے۔ اس کے برعکس قومی اور تعمیری سوچ رکھنے والوں کی اس سسٹم میں گنجائش موجود نہیں ہے۔ باطل خیالات کے غلبے کی وَجہ سے شعوری پستی نے جنم لے لیا ہے۔ عوام انسان دوست جامع نظریے سے ناآشنا ہیں۔ وہ فکر و عمل جو نظام میں ہمہ جہت تبدیلی لاسکتا ہے، سسٹم اس کو مسترد کرنے کے ساتھ مشکلات پیدا کرتا ہے۔ ایسے مشکل حالات میں اِنفرادی اور اجتماعی سطح پر دین کی پابندی اختیار کرنے والے اللہ کے انعام یافتہ لوگ ہوتے ہیں۔ نظام کی خرابی کے وقت اگر سیاسی اور ریاستی قوت سے اس کو بدلنے کی استطاعت نہ ہو تو حدیث کی روشنی میں کم از کم ایمان کا یہ درجہ اختیار کرنا ضروری ہے کہ قوم دشمن نظام کے خلاف ملّی اور قومی فریضے کے جذبے سے آواز اُٹھائی جائے۔ (صحیح مسلم) سچ بات کا پرچار کیا جائے۔ نئی نسل کی ذہن سازی کی جائے۔ اچھے نظریات کی آبیاری کرکے صالح قوتوں کو منظّم کیا جائے۔ تاکہ جب مناسب وقت آئے کہ عوام موجود نظام کا شعوری ادراک قائم کرکے اس سے بے زار ہوجائیں تو عوام کو صالح اجتماعیت میسر آجائے اور کسی منفی سوچ کا شکار ہونے کے بجائے ان کے لیے آگے بڑھنے کا مثبت راستہ موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر ثابت قدمی اور استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین!)

مولانا قاضی محمد یوسف، حسن ابدال

## حضرت مُعاذ بن جبل انصاری خزرجی رضی اللہ عنہٗ

حضرت مُعاذ بن جبل انصاری خزرجی رضی اللہ عنہٗ کا نام ''مُعاذ''، کنیت ''ابو عبدالرحمٰن'' تھی۔ آپؓ ''امامُ الفُقَھاء''، ''کنز العُلَماء'' اور ''عالمِ ربّانی'' کے القاب سے معروف تھے۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان عدی بن سعد سے تھا۔

حضرت معاذؓ ابتدا ہی سے ہونہار تھے۔ نبوت کے بارہویں سال مدینہ منورہ میں ہی حضرت مُصعب بن عُمیرؓ کے سامنے کلمہ توحید کا اقرار کیا۔ 18 سال کی عمر میں قافلہ حج میں شامل ہوکر منیٰ وادیٔ عقبہ میں آپ ﷺ سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپؓ حضورؐ کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور چند ہی دنوں میں فیضِ نبوت کے اثر سے اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بن گئے۔ آپؓ کا شمار صحابہؓ کے برگزیدہ افراد میں ہونے لگا۔ حضورؐ نے مدینہ منورہ تشریف آوری پر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو سلسلۂ مواخات میں حضرت معاذؓ کا بھائی تجویز فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کو حضرت معاذؓ سے اس قدر محبت تھی کہ بسا اوقات ان کو اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھا لیتے اور اسرار و حِکَم کی تلقین کرتے۔

حضرت معاذؓ کو علم و فضل کے اعتبار سے بھی بڑا کمال حاصل تھا۔ آپؓ قرآن حکیم، حدیثِ رسولؐ اور فقہی علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپؓ مذہبی، اَخلاقی، علمی، عملی، سیاسی اور سماجی ہر قسم کی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہی قرآن کے حافظ ہو چکے تھے۔ آپؓ کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن سیکھنا ہو تو ان چار بزرگوں سے قرآن سیکھے''۔ ان میں سے ایک نام حضرت معاذ بن جبلؓ کا بھی تھا۔ آپؓ سے متعدد صحابہ کرامؓ نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپؓ احادیث کی روایت میں بہت محتاط تھے۔ ویسے بھی آپؓ حضورؐ کے اخیر زمانے سے لے کر اپنی وفات تک دینی ذمہ داریوں کے سلسلے میں اکثر مدینہ سے باہر رہے۔

۹ھ میں غزوۂ تبوک کے بعد رمضان المبارک میں ملک یمن کا قاصد اہلِ یمن کے اسلام قبول کرنے کی خبر لایا تو آپؓ نے حضرت معاذؓ کو یمن کے لیے گورنر و امیر بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن جانے کے لیے حکم فرمایا کہ وہاں لوگوں کو قرآن پڑھائیں، اسلام کے احکام کی تعلیم و تلقین کریں اور عدالت اور قضا کے فرائض بھی سرانجام دیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں آپؓ کو شام کا حاکم مقرر فرمایا۔ حضرت معاذؓ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپؓ کے متعلق فرمایا تھا کہ: ''اگر معاذ زندہ ہوتے تو اپنے بعد ان کو خلیفہ مقرر کرتا''۔

سال ۱۸ ہجری میں آپؓ بیت المقدس اور دمشق کے درمیان صوبہ ''غور'' میں نہرِ اُردن کے قریب مشہور شہر ''بیسان'' میں قیام پذیر تھے۔ وہاں طاعون کی وبا میں مبتلا ہوئے۔ اسی بیماری میں 36 سال کی عمر میں وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے۔

www.rahimia.org

## شذرات

# آزادی اور ترقیاتی فنڈز کے نام پر شاہ خرچیاں

ہر سال 14؍اگست' پاکستان میں پُرانی نسل کے لوگوں کو دکھائے گئے پُرانے خوابوں کی یاددہانی کا سبب بنتا ہے۔ لوگ قیامِ پاکستان سے پہلے کے اسلام کے نام پر دکھائے گئے خوابوں کو یاد کر کے کفِ افسوس ملتے ہیں کہ ؎

یہ داغ داغ اُجالا ، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا ، یہ وہ سحر تو نہیں

لیکن ہمارے حکمران طبقوں کو مہنگے یومِ آزادی منانے پر نہ صرف اصرار ہوتا ہے، بلکہ وہ ہر سال مفلوک الحال عوام کے خون پسینے کی گاڑھی کمائی سے یومِ آزادی کے نام پر قومی خزانے سے اربوں روپے پانی کی طرح بہا دینے کی روایت کو پون صدی سے قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ایک طرف یہ ملک' غیر ملکی اور ملکی قرضوں کی بیساکھیوں پر کھڑا ہے اور دوسری طرف اس ملک پر مسلط اشرافیہ اور مقتدرہ کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ کفایت شعاری سے قطعی بیگانہ ہے۔ ان کی یہ روش قیامِ ملک ہی سے جاری ہے، جیسا کہ اگست 1947ء کے اخبار ''ڈیلی گزٹ'' کراچی کی خبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ: ''انڈیا کے شہر مدراس میں موجود شیشے کے ایک مچھلی گھر کی طرز پر کلفٹن کراچی میں قیامِ پاکستان کے وقت چار لاکھ روپے کی لاگت سے Acqurium (مچھلی گھر) بنانے کی منظوری دی گئی، تاکہ شیشے کے عقب سے تیرتی خوب صورت خوش رنگ مچھلیوں کا نظارہ کیا جاسکے''۔ اسی دور کے اخبارات کے مطابق ایک تولہ سونے کی قیمت 108 روپے تھی۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں 1947ء میں چار لاکھ روپے کتنی بڑی رقم تھی!!۔

اس وقت 2023ء میں ہمارے حکمران آئی ایم ایف سے قرضوں کی بھیک کے لیے ہر سطح پر جانے کو تیار ہیں۔ بہ قول وزیرِاعظم اور وزیرِ خزانہ کہ: ''آئی ایم ایف نے ہماری ناک رگڑوادی ہے اور پتہ نہیں ہم سے کہاں کہاں دستخط کروالیے ہیں''۔ اس وقت ملک کے معاشی بحران سے کون واقف نہیں؟ کمر توڑ مہنگائی کے ساتھ بجلی، گیس کے بلوں اور پیٹرل وڈیزل کے ریٹس میں ہوش رُبا اضافوں نے قوم کو ہر طرح سے جکڑ لیا ہے۔ اس طرح لوگ ذہنی مریض بن چکے ہیں۔ نئے نئے ٹیکسز اس کے علاوہ ہیں۔

اس سب کچھ کے باوجود پنجاب کے نگران وزیرِ اعلیٰ نے 14؍اگست کو لاہور کے لبرٹی چوک میں پانچ سو فٹ اونچا جھنڈا لگانے کی ''خواہش'' کا اظہار کرتے ہوئے ڈویلپمنٹ کے شعبے سے چالیس کروڑ روپے طلب کیے ہیں، جس کے خلاف ایک قانون دان نے عدالت میں رِٹ دائر کردی ہے کہ عوام کے اس پیسے کے ضیاع کو بچایا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی ملک کا جھنڈا قوم کا فخر ہوتا ہے، لیکن جس ملک میں آئین میں لکھی قانونی دفعات کو تو سرِعام ٹھکرا دیا جائے، لیکن ملک کے احترام اور وقار کو اونچے جھنڈے میں تلاش کیا جائے اور اس کے پیچھے وجہ یہ قرار دی جائے کہ ہمسایہ ملک نے چوں کہ گزشتہ سال ہمارے بارڈر کے قریب چار سو اَسّی فٹ اونچا جھنڈا لگایا تھا اور ہم اب پانچ سو فٹ اونچا جھنڈا لگا کر ملک و قوم کا نام بلند کرنا چاہتے ہیں، حال آں کہ ہمسائے ملک سے مقابلہ کرنے کے لیے اَور بہت سے میدان کھلے ہوئے ہیں، جس میں دنیا میں وہ اپنا لوہا منوا رہا ہے اور ہم نے مقابلے کے لیے بھی ایسے میدان کا انتخاب کیا ہے، جس میں اپنی ہی قوم کو چونا لگایا جائے گا!۔

یہی نگران حکومت گزشتہ ماہ پنجاب کے 200 سرکاری افسران کے لیے نئی گاڑیاں خریدنے کی منظوری بھی دے چکی ہے، جس کے لیے اس نے سرکاری افسران کی نئی گاڑیوں کے لیے 2 ارب 33 کروڑ روپے کے فنڈز کے لیے محکمہ خزانہ کو ایڈوانس فنڈز جاری کرنے کے لیے خط لکھ رکھا ہے، جس کے تحت پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنرز کو کرولا 1600 سی سی گاڑیاں، جب کہ ہر ضلع کے اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنرز کو یارس 1300 سی سی گاڑیاں اور ہر تحصیل کے اسسٹنٹ کمشنرز کو ڈبل کیبن ڈالے دیے جائیں گے۔

اس غریب ملک کے امیر حکمرانوں کا یہ غلط وطیرہ رہا ہے کہ وہ ایک طرف ہمہ وقت بین الاقوامی برادری اور عالمی مالیاتی اداروں سے بھیک مانگنے کے لیے ہاتھوں میں کشکول لیے پھرتے ہیں اور دوسری طرف ملک میں وفاداریاں خریدنے کے لیے مختلف طبقوں میں امداد اور ترقیاتی فنڈز کے نام پر سیاسی رشوت میں رقمیں بانٹتے پھرتے ہیں۔ الیکشن، پارلیمنٹ اور جمہوریت کے دعوے دار حکمرانوں کے پاس آئین کے تحت الیکشن کے لیے تو پیسے نہیں ہیں، لیکن آزادی کے جھوٹے تفاخر اور نام نہاد ترقیاتی فنڈز کے نام پر سیاسی رشوت کے لیے اربوں روپے مالِ مفت کی طرح لٹائے جا رہے ہیں، جیسا کہ وزارتِ منصوبہ بندی کی جانب سے جاری کردہ اعلامیے کے مطابق چوتھی سہ ماہی میں وفاقی ترقیاتی پروگرام کے تحت 72 ارب روپے جاری کردیے گئے ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف رواں سال اپریل میں وزیرِاعظم نے اسلام آباد بار کے مرد و خواتین وکلا کے لیے الگ الگ دو مہنگے سوئمنگ پولز کی منظوری دی ہے اور ایک لاکھ سے زائد لیپ ٹاپ تقسیم کر کے اپنی جماعت کے لیے سیاسی ہمدردی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

دراصل ایسے واقعات سے ہمارے مقتدر طبقوں کی سطحی سوچ سامنے آتی ہے کہ انھیں ملک و قوم کی حقیقی ترقی سے کوئی سروکار نہیں۔ اس لیے وہ نظام کی حقیقی تبدیلی سے خائف ایسے بودے اور گروہی مفادات کے حامل اقدامات کرتے ہیں، جن کا قوم کی اجتماعی ترقی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ مافیاز کے انفرادی مفادات کے ساتھ ہوتا ہے۔

پون صدی گزر جانے کے باوجود ہمارا ملک حقیقی آزادی، عادلانہ آئین اور قانون کی حکمرانی سے محروم ہے۔ ملکوں میں اپنے قومی فنڈز کی حفاظت اپنے ذاتی مال کی طرح کی جاتی ہے۔ دنیا میں قومیں اپنے غیر تحریری آئین کو بھی ایک مقدس دستاویز تصور کرتی ہیں اور کسی بھی صورت اس سے انحراف کو جرم تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی پاسداری کو ہر حال میں ممکن بنایا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہماری مقتدرہ ہے جو آئین و قانون کو موم کی ناک سمجھتی ہے اور قومی خزانے کو شِیرِ مادر سمجھ کر ڈکار جانا اس کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

افکارِ شاہ ولی اللہؒ

مترجم: مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

# مختلف اوقات اور حالات کی دعائیں 3

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰهِ البالِغه'' میں فرماتے ہیں:

## (بازار میں داخل ہونے کی دعا)

''جب کسی بڑے بازار میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

''لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لا شَرِيکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَ يُمِيتُ، وَ هُوَ حَيٌّ لا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ''.

(رواه التّرمذی، مشكاة، حديث: 2431)

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہت اور حمد و ثنا ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے، کبھی مرے گا نہیں۔ ہر قسم کی خیر و بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

## (مجلس ختم کر کے اُٹھتے وقت کی دعا)

جب وہ ایسی مجلس سے اُٹھنے کا ارادہ کرے، جس میں صحیح اور غلط ملی جلی باتیں ہوئی ہوں، تو یہ دعا پڑھے:

''سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ ! وَ بِحَمْدِکَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُکَ وَ أَتُوبُ إِلَيْکَ''. (رواه التّرمذی، مشكاة، حديث: 2433)

(اے اللہ! تُو اپنی حمد و ثنا کے ساتھ پاک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔)

## (کسی شخص کو رُخصت کرنے کی دعائیں)

جب کسی آدمی کو الوداع کہے تو یہ دعائیں پڑھے:

(1) ''أَسْتَوْدِعُ اللّٰـهَ دِينَکَ، وَ أَمَانَتَکَ، وَ آخِرَ عَمَلِکَ''. (مشكاة، حديث: 2435) (میں تمھارے دین، تمھاری امانت اور تمھارے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔)

(2) ''زَوَّدَکَ اللّٰـهُ التَّقْوَى، وَ غَفَرَ ذَنْبَکَ، وَ يَسَّرَ لکَ الْخَيْرَ حيثُما كُنْتَ''. (رواه التّرمذی، مشكاة، حديث: 2437) (اللہ تعالیٰ تمھیں تقویٰ کا زادِ راہ عطا فرمائے۔ وہ تمھارے گناہ بخش دے۔ تم جہاں بھی ہو، اللہ تمھارے لیے خیر و بھلائی آسان فرما دے۔)

(3) ''اللّٰهُمَّ ! اطْوِ لَهُ الْبُعْدَ و هَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ''. (رواه التّرمذی، مشكاة، حديث: 2438) (اے اللہ! اس کی دوری و مسافت کو لپیٹ (کر سمیٹ) دے اور سفر کو اس کے لیے آسان کر دے۔)

## (اپنے گھر سے نکلنے کی دعائیں)

جب اپنے گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے:

(1) ''بِسْمِ اللّٰـهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ ! إِنَّا نَعُوذُ بِکَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا''. (مشكاة، حديث: 2442) (اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہم (صراطِ مستقیم سے) پھسل جائیں یا گمراہ ہو جائیں، یا ہم ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے، یا ہم کسی سے جہالت سے پیش آئیں یا ہم پر جہالت مسلط کی جائے۔)

(2) ''بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ''. (رواه أبو داؤد و التّرمذی، مشكاة، حديث: 2443) (اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا۔ گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی طاقت محض اللہ کی مدد سے ہے۔)

## (اپنے گھر میں داخل ہونے کی دعا)

جب اپنے گھر میں داخل ہو یہ دعا پڑھے:

'' اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا، وَ بِسْمِ اللّٰـهِ خَرَجْنَا، وَ عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا''. (رواه أبو داؤد، مشكاة، حديث: 2444) (اے اللہ! ہم تجھ سے گھر میں داخل ہونے اور گھر سے باہر آنے کی بہتری مانگتے ہیں۔ ہم اللہ کا نام لے کر گھر میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ ہی کا نام لے کر باہر نکلتے ہیں۔ اور اپنے ربّ اللہ تبارک و تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔)

## (قرضوں اور غموں کو دور کرنے کی دعائیں)

جب کوئی انسان مقروض ہو جائے اور غم کی کیفیت اُسے لاحق ہو جائے تو یہ دعائیں پڑھے:

(1) صبح اور شام کے وقت یہ دعا پڑھے:

'' اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ''. (رواه أبو داؤد، مشكاة، حديث: 2448)

(اے اللہ! میں غم اور حزن سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ عاجز آ جانے اور سستی کی حالت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قرض کے غلبے اور لوگوں کے تسلط سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

(2) ''اللّٰهُمَّ ! اكْفِنِي بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ، وَ أَغْنِنِي بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ''. (رواه التّرمذی، مشكاة، حديث: 2449)

(اے اللہ! تو اپنی حلال کردہ اشیا کے ذریعے اپنی حرام کردہ اشیا سے میری کفایت فرما۔ اور اپنے فضل سے اپنے علاوہ مجھے سب سے بے نیاز کر دے۔)

(باب الأذكار و ما يتعلّق بها)

www.rahimia.org

# امامُ المُعبّرِین سیّدنا محمد بن سیرینؒ

دورِ بنواُمیہ کی ایک نام ور ہستی ابنِ سیرینؒ، جنھوں نے اپنے علم و دانش سے ایک زمانے کو فیض یاب کیا۔ جن کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن سیرین ہے، جو تفسیر و حدیث وفقہ کے امام تھے اور سب سے بڑھ کر تعبیرِ رؤیا کے ماہر۔ آپؒ کو خوابوں کی تعبیر میں وہ مہارت حاصل تھی کہ اس دور کے بڑے بڑے اہلِ علم آپؒ سے رجوع کرتے تھے۔ آپؒ کئی صحابہ کرامؓ کے زیرِ تربیت رہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت ۳۳ھ میں آپؒ کی پیدائش ہوئی۔ آپؒ کے والد سیرین حضرت انس بن مالک انصاریؓ کے غلام تھے۔ غلامی کا پسِ منظر یہ ہے کہ ان کے والد عراق کے رہنے والے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیرِ قیادت یہ علاقہ فتح ہوا۔ اس جنگ میں بہت سے لوگ گرفتار ہوئے تو سیرین بھی گرفتار ہوئے اور حضرت انسؓ کے حصے میں آئے۔ سیرین چوں کہ بڑے صَنّاع و کاریگر تھے، کافی کما لیتے تھے تو انھوں نے کچھ رقم دے کر آزادی حاصل کر لی۔ ان کی بیوی صفیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی باندی تھیں۔ ان کا نکاح سیرین سے طے پایا۔ ان کے نکاح کے وقت تین اُمہات المومنین نے ان کو شادی کے لیے تیار کیا اور تقریباً اٹھارہ بدری صحابہ ان کی تقریبِ نکاح میں شریک ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر کی۔ (طبقات ابنِ سعد، ص:140، ج:7)

اس بابرکت تعلق کے نتیجے میں محمد بن سیرین پیدا ہوئے۔ ذرا بڑے ہوئے تو صحابہؓ کی مجالس میں شریک ہوتے۔ خصوصاً حضرت انس بن مالکؓ کی آغوشِ تربیت میں حدیث وفقہ کے علوم سے فیض یاب ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوہریرہؓ سے بھی حدیث کے علوم حاصل کیے۔ تقریباً تیس صحابہؓ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپؒ کا شمار مشہور تابعین میں ہوتا ہے۔ ایک عرصے تک آپؒ نے حضرت انسؓ کے کاتب (سیکرٹری) کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں۔ اس دور کے ایک مشہور محدث ابن عونؒ کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں تین آدمیوں کی نظیر نہیں: 1۔ عراق میں محمد بن سیرین 2۔ حجاز میں قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق 3۔ اور شام میں رجاء بن حیوہ۔ ان میں محمد بن سیرینؒ فائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؒ کو خواب کی تعبیر کا غیر معمولی ملکہ عطا ہوا تھا۔ جب کوئی ایسا خواب دیکھتا کہ جس کی تعبیر اہلِ علم بتانے سے قاصر رہتے تو علامہ محمد بن سیرینؒ کی طرف رجوع کیا جاتا۔

امام مالکؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کی خواہش تھی کہ میری موت مدینہ میں ہو اور میں مدینہ میں دفن ہوں۔ اس وجہ سے مدینہ سے باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ سے باہر موت نہ آ جائے اور میں مدینہ کی مٹی میں دفن ہونے سے محروم نہ ہو جاؤں۔ ایک دن خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو امام مالکؒ نے آپؐ سے پوچھا کہ میری موت کہاں ہوگی؟ تو آپؐ نے پانچ اُنگلیاں کھڑی کیں۔ (بقیہ: صفحہ 12 پر)

# معیشت کو بچانے کا ایک اَور منصوبہ

بجٹ کی پہلی تقریر کے بعد یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اب آئی ایم ایف کے بغیر ہی پرواز کا ارادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک کمزور سا 'پلان بی' بنا لیا گیا تھا، لیکن بجٹ کی دوسری تقریر اور اس کے ساتھ چند اقدامات نے واضح کر دیا کہ آئی ایم ایف کہیں نہیں جا رہا۔ ان اقدامات میں شرح سود، بجلی کے نرخ، تنخواہوں پر ٹیکس میں اضافہ وغیرہ شامل ہیں۔ یوں 215 ارب روپے کے مزید ٹیکس لگا دیے گئے۔ اس کے علاوہ ترقیاتی بجٹ کو 85 ارب روپے سے گھٹا دیا گیا۔ اس پر ہمیں زندگی بخش قرض کی پہلی قسط ملی اور اس کے ساتھ ایک لمبی چوڑی رپورٹ بھی ہاتھ میں تھما دی گئی، جس نے قرض ملنے کے جشن کو گویا گہنا دیا۔ اس رپورٹ کے مطابق پاکستان پر سے دیوالیہ ہونے کا خطرہ ابھی ٹلا نہیں۔ اس خطرے کو ٹالے رکھنے کے لیے بجلی کے نرخوں میں اضافہ ایک مستقل حکمتِ عملی رہے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ شرح سود گرنے نہ پائے، بھی لازمی امر رہے گا۔ سب سے اہم بات جو عموماً آئی ایم ایف نہیں کرتا، وہ نئی حکومت سے مل کر کام کرنے کا عندیہ ہے۔ گویا حکم دے دیا گیا ہے کہ الیکشن کرانے ہوں گے، ورنہ مشکل ہو جائے گی۔ اسی پیرائے میں یورپی یونین نے بھی کہہ ڈالا ہے کہ وہ نومبر میں جی ایس پی پلس کے سٹیٹس کا جائزہ لیں گے اور پاکستان کی اندرونی صورتِ حال کے تناظر میں فیصلہ کریں گے کہ پاکستان کو یورپ میں درآمدات سے متعلق مراعات جاری رہیں گی یا منقطع ہو جائیں گی۔

اس سب نے دراصل پاکستانی شیخ چلّی کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ وہ تو 'پلان بی' دے چکا تھا، لیکن لگتا ہے کہ چین نے دور ہی سے جھنڈی دکھا دی اور ہماری مقتدرہ کے سارے عظیم الشان منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ لیکن خبر یہ ہے کہ ہم منصوبوں پر عمل درآمد جاری رکھیں گے۔ چوں کہ نظام خراب ہو چکا ہے اور اس کی روح رواں افسر شاہی فرسودہ ہو چکی ہے، اس لیے انھیں چھیڑا نہیں جائے گا۔ بس ان کے وسائل فوج کے ذیلی اداروں کے حوالے کر دیے جائیں گے اور یوں پاکستان میں زراعت، صنعت اور آئی ٹی کا انقلاب آ جائے گا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ ساز پاکستان میں پہلی دفعہ آئے ہیں اور انھیں معلوم نہیں ہے کہ ایسے متوازی نظاموں کے تجربات پہلے بھی کیے جا چکے ہیں، جن میں معیشت کی ڈاکومینٹیشن، ایف بی آر کی اصلاحات، کسٹمز میں کرپشن کا خاتمہ اور سب سے بڑھ کر بجلی کے بلوں کی وصولی کے عالی شان تجربات ہماری تاریخ کا حصہ رہے ہیں۔ اس سلسلے کی ایک کڑی سپیشل انویسٹمنٹ فیسیلیٹیشن کونسل (Special Investment Facilitation Council) ہے، جو متوقع سرمایہ کاروں کو وَن وِنڈو سہولت فراہم کرے گی۔ اس سب میں اَور کچھ ہو نہ ہو، ان منصوبوں پر مامور ذمہ داران کی مراعات قابلِ دید ہوں گی۔ اس سب پر سول اور فوجی بیوروکریٹس کے درمیان کھینچا تانی اور ایک دفعہ پھر آئی ایم ایف سے اُدھار لے کر اس کی بات نہ ماننے کی پاداش میں قوم ایک دفعہ پھر قربانی دے گی؟!

www.rahimia.org

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

# دہشت گرد جتھے کی شیطانی چالیں

خون ریز جنگوں اور تنازعات کی ایک طویل فہرست نیٹو ممالک کی شناخت بن چکی ہے۔ یہ بلاک عالمی امن اور استحکام کے لیے سنگین چیلنج ہے۔ ''سرد جنگ کے خاتمے کے بعد نیٹو کو منطقی طور پر ختم ہو کر غائب ہو جانا چاہیے تھا، لیکن ایسا نہیں ہوا اور وہ اب بھی نئے دشمنوں کی تلاش میں ہے''۔ جس کے باعث چھوٹی چھوٹی اقوام اسے اپنے وجود کے لیے خطرہ محسوس کرتی ہیں۔ انھیں اپنے وسائل چھن جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

11 و 12/ جولائی 2023ء کو نیٹو کی دو روزہ بیٹھک وِلنیئس (Vilnius)، لتھوانیا (Lithuania) میں منعقد ہوئی۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے یہ امن پسند ممالک کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ کیوں کہ وہ اس بات کی جھلک دیکھ رہے ہیں کہ عسکری جتھے نے دنیا کو کس چیز سے دوچار کر رکھا ہے۔ خون ریز جنگوں اور تنازعات کی ایک طویل فہرست دہشت گرد جتھے کے اقدامات کی نشان دہی کر رہی ہے۔ یہ جتھہ (نیٹو) عالمی امن اور استحکام کے لیے ایک سنگین خطرہ بن چکا ہے۔

## اندھا دُھند پھیلاؤ

نیٹو کی تاریخ اور متعلقہ نظریات دونوں ہی سے عیاں ہے کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد اس کو ختم ہو جانا تھا۔ بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ عسکری جتھے کا ٹوٹنا تو درکنار، اُلٹا اندھا دُھند پھیلتا چلا گیا۔ نیٹو توسیع تنازعات اور افراتفری کی پیٹری ڈش (ایسی ڈش جو پلیٹ نما ہوتی ہے) بن چکی ہے۔ عالمی دفاعی ماہرین کا کہنا ہے کہ نیٹو کی مشرق کی جانب توسیع نے روس پر جو دباؤ ڈالا ہے، یوکرین کا جاری بحران اسی کا عملی مظہر ہے۔ 1999ء کے بعد سے اس بلاک نے مشرق کی طرف چھ ممالک (بلغاریہ، اسٹونیہ، لٹویہ، لتھوانیہ، رومانیہ اور سلوواکیہ) کو اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی بھینٹ چڑھایا ہے، جس سے روس کی سرحد صرف 1,000 کلومیٹر سے بھی کم رہ گئی ہے، جو کہ روس کو ایک کونے میں دھکیل دینے کی مجرمانہ کاوش ہے۔ حتیٰ کہ یوکرین کا بحران شروع ہونے کے بعد بھی نیٹو نے اپریل میں فِن لینڈ کو 31 ویں رُکن کے طور پر باضابطہ شامل کر کے اپنے پھیلاؤ کی رفتار کو کم نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یوکرینی بحران کے پھوٹ پڑنے میں اصل کردار امریکی قیادت میں عسکری جتھے ''نیٹو'' کا ہے۔ کیٹو اِنسٹی ٹیوٹ (Cato Institute) میں دفاعی اور خارجہ پالیسی کے مطالعے کے سینئر فیلو ٹیڈ گیلن کارپینٹر (Ted Galen Carpenter) نے لکھا کہ: ''سائز ایبل'' امریکا اور اس کے نیٹو اتحادی یوکرین تنازعے کے اصل اور مرکزی قصوروار ہیں''۔ کارپینٹر کا مشاہدہ ہے کہ: ''ایک عظیم طاقت کا دوسری بڑی طاقت کی سرحد پر' غلبہ رکھنے والے اتحاد کو منتقل کرنا، فطری طور پر اسے غیر مستحکم اور اشتعال انگیز کرنے کے مترادف ہے''۔ بہت سے یورپی ممالک نے سیکورٹی خدشات کی بنا پر نیٹو کی اندھا دُھند توسیع کی سختی سے مخالفت کی تھی، لیکن واشنگٹن نے بحرِ اوقیانوس کے اس پار سے آنے والی بدگمانیوں پر آنکھیں بند رکھنے میں ہی اپنے وجود کی بقا سمجھی۔ امریکی چاہتے تھے کہ ہم فوری طور پر یوکرین کو مکمل طور پر نیٹو میں ضم کر لیں، لیکن فرانسیسی اور جرمن ہی تھے جنھوں نے اس خیال کو یہ کہتے ہوئے جھٹک دیا کہ: ''نہیں! خبردار! روس کے لیے یہ بہت حساس ہے اور ہمیں اس سلسلے میں اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ فرانسیسی وزارتِ دفاع کے ایک سابق سینئر اہل کار پیئر کونیسا (Pierre Conesa) نے کہا کہ: ''درحقیقت ہمیں اپنی پیشین گوئی سچ ہوتے دکھائی دے رہی ہے''۔

## عالمی تنازعات کا اصل مجرم

وحشیانہ تنازعات کے سلسلے کا مرکزی مجرم امریکا کی زیرِ قیادت نیٹو ہے، جس نے دنیا کے مختلف حصوں میں عام لوگوں کی زندگیوں کو شدید خطرات سے دوچار کر رکھا ہے۔ جرمنی میں بائیں بازو کی جماعت کے ایک رکن سیوم ڈیگڈیلن (Sevim Dagdelen) کا کہنا ہے کہ: ''نیٹو کوئی دفاعی اتحاد نہیں ہے، یہ ایک ایسا گروہ ہے جو غیر قانونی جنگیں لڑتا ہے۔ نیٹو افواج نے 1999ء میں یوگوسلاویہ کے خلاف 78 دن کی بمباری شروع کی، جس کے نتیجے میں 8000 سے زیادہ شہری ہلاک اور تقریباً 10 لاکھ لوگ بے گھر ہو گئے۔ افغانستان، عراق اور لیبیا سمیت دیگر ممالک بھی امریکی قیادت میں نیٹو کی جارحیت اور انسانی حقوق کی صریحاً خلاف ورزیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دو دہائیوں تک جاری رہنے والی افغان جنگ میں عام شہریوں کے تحفظ کے لیے کوئی کام نہیں ہوا، اُلٹا نیٹو کے فضائی حملوں میں لاکھوں شہری ہلاک ہو گئے''۔ ڈیگڈیلن نے مزید کہا کہ: ''اس وقت دہشت گرد جتھہ ہتھیاروں کی جارحانہ دوڑ میں مصروف ہے اور یوکرین کے بحران سے متعلق تمام مذاکراتی کاوشوں کو ناکام بنا رہا ہے''۔

تمام تر افراتفری اور تنازعات کے باوجود نیٹو' چین پر قابو پانے کے واضح مقصد کے ساتھ ایشیا پیسفک کے خطے میں اپنے خیمے پھیلا رہا ہے۔ حالیہ برسوں میں نیٹو کے ارکان چین کے اردگرد کے پانیوں میں فوجی مشقوں کے لیے مسلسل جیٹ طیارے اور جنگی جہاز بھیج رہے ہیں، جس کے باعث خطے میں کشیدگی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس سال کے شروع میں نیٹو نے 2024ء میں ٹوکیو میں اپنے ایک رابطہ دفتر کے قیام کا اعلان کیا ہے، جس نے دنیا بھر کے ممالک کو شدید خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ ایشیا پیسفک خطے میں قومیں دہشت گرد جتھے کے منصوبوں سے ہائی الرٹ ہو گئی ہیں۔ جتھے کے علاقے سے باہر کی جنگوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیٹو امریکا کی قیادت میں دنیا بھر میں اثر و رسوخ اور عالمی بالادستی برقرار رکھنے کی مجرمانہ عداوت رکھتا ہے۔ ڈیگڈیلن نے کہا: ''حال آں کہ جاپان شمالی بحرِ اوقیانوس میں واقع نہیں ہے، انڈو پیسفک خطے کو اپنے اثر و رسوخ کے زون میں رکھنا نیٹو کی اس مہلک توسیعی پسندی کا عملی مظہر ہے''۔ انھوں نے مزید کہا: ''اگر ہم اس تنازعے کو شطرنج کے کھیل کے طور پر تصور کریں تو نیٹو ایسے پیادوں کی تلاش میں ہے، جنھیں ضرورت پڑنے پر بہتر پوزیشن حاصل کرنے کے لیے قربان کیا جا سکے''۔

www.rahimia.org



رپورٹ: سیّد نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

## انسانی زندگی میں قرآن حکیم کی رہنمائی اور انسانوں کی غفلت کا عالم

۲/محرم الحرام ۱۴۴۵ھ / 21/ جولائی 2023ء کو حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ راولپنڈی کیمپس میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

''قرآن حکیم نے کوئی شعبۂ زندگی ایسا نہیں چھوڑا جس میں ہماری رہنمائی نہ کی ہو، ماہ و سال گزر رہے ہیں، ایام و شہور یکے بعد دیگرے آ رہے ہیں، ان تغیر پذیر زمانوں اور اوقات میں ہر لمحے انسان کی ہدایت کے لیے انبیا علیہم السلام کی تعلیمات موجود ہیں۔ لیکن انسان غافل ہے، وہ نہ تو دنوں کی قدر کرتا ہے نہ مہینوں اور سالوں کی۔ آج کے دور کے زوال کا بنیادی سبب دینِ اسلام کی تعلیمات کے بنیادی حقائق سے عدم آگہی اور بے شعوری ہے۔ دوسروں کے خذف ریزوں کو تو ہم ہیرے اور جواہرات سمجھتے ہیں لیکن اپنی اعلیٰ تعلیمات اور ہیرے جواہرات کی نہ حقیقت معلوم ہے اور نہ ہی ان کی قدر و قیمت ہمارے سامنے ہے۔ یہی وہ زوال ہے جو کسی قوم پر آتا ہے۔ جو قوم علم و شعور سے محروم ہو جاتی ہے، وہ عملی مہارت اور صلاحیتوں سے بھی بے گانہ ہو جاتی ہے۔ عمل کی بنیاد علم ہے۔ علم صحیح نہ ہو، حقیقت پر مبنی نہ ہو، محض گمانات اور اندازے ہوں، تخیلات و تصورات اور خواہشات اور آرزوئیں ہوں تو لوگ ہمیشہ ناکام ہوتے ہیں۔

ایک فرنیچر بنانے والا اگر اس کی مقدار اور پیمائش کو سامنے نہ رکھے، محض اندازے سے لکڑی کاٹ لے تو کبھی اُس کی لکڑی مربع یا مستطیل نہیں بن سکتی۔ وہ تبھی ہوگا کہ جب لکڑی کی ٹھیک ٹھیک پیمائش اور قطع و برید کرے۔ دنیا کے ہر شعبے میں ایسا ہی ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک مسلمان کو اٹکل پچو اور محض ظن و گمان سے روکا ہے۔ اُسے علمُ الیقین، عینُ الیقین اور حقُّ الیقین حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر ہجری سال ختم ہونے پر ایک نیا سال شروع ہوتا ہے۔ اس پر مبارکبادوں کے میسج بھیجنے کا رواج چل نکلا ہے، لیکن قرآنی نقطہ نظر سے زمانے کے تغیر و تبدل کی نوعیت اور انسانی زندگی میں ہجری سن کی اہمیت کیا ہے؟ ایک مسلمان اس پر غور و فکر نہیں کرتا، نہ اس کی حقیقت جانتا ہے۔ سوسائٹی پر اس وقت عالمی سامراج کا تسلط ہے، عیسوی کیلنڈر بھی اسی کا مسلط کردہ ہے، وہی اصل سمجھا جاتا ہے، جو کہ محض ظن و گمان کی بنیاد پر بنایا ہوا کیلنڈر ہے، جب کہ ہجری کیلنڈر ایک ٹھوس بنیاد رکھتا ہے۔ ہمیں ماہ و سال کے تغیر و تبدل میں ہجری کیلنڈر کی بنیادی حقیقت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب ہم خود اس علمی حقیقت کو سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے تو دوسرا کون اسے سمجھے گا؟ جہالتِ جدیدہ کا دور دورہ ہے۔ خاص طور پر دو تین سو سال کی غلامی نے ہمارے ذہن ماؤف کر دیے ہیں۔ اپنے ہیروں (ہجری ماہ و سال) کی قدر نہیں ہے اور دوسروں کی بے حقیقت اور اندازوں پر مبنی چیز (شمسی کیلنڈر) ہمارے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے''۔

## کائناتی عناصر اور مخلوقات میں منتخبات کی حرمت اور اہمیت

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''حضرت قتادہ ابن دعامہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کائنات کا جو اللہ نے نظام بنایا ہے، اس میں ہر مخلوق میں سے کچھ اشخاص کو اپنے لیے منتخب کر لیا ہے، جو اپنی مخلوق کی نمائندہ ہیں، جن کے اثرات اُن انواع کے تمام افراد پر پڑتے ہیں، مثلاً انسانوں میں سے حضرت آدمؑ کو منتخب فرمایا، اس طرح انسان محترم بنا۔ فرشتوں میں سے جبرائیلؑ، میکائیلؑ، عزرائیلؑ اور اسرافیلؑ کو منتخب فرمایا۔ ان کی حرمت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اسی طرح حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں ایسے ہی اللہ نے جب آسمان و زمین پیدا کیے، جس سے زمان مکان وجود میں آئے، تو اللہ نے بارہ مہینوں میں اس کی تقسیم کی۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں''۔ (9-التوبہ: 36) یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے۔ اس لیے دنیا کی کسی قوم میں سال بارہ مہینے سے کم یا زیادہ نہیں ہوتا۔ خواہ وہ ہندوؤں کا نظام ہو، یہودیوں کا ہو، عیسائیوں کا ہو، چینیوں کا ہو، روسیوں کا ہو، مسلمانوں کا ہو۔ مہینے بارہ ہی رہتے ہیں۔

یوں تو سارے مہینے اہمیت کے حامل ہیں کہ ان میں ظلم و ستم جائز نہیں ہے، لیکن حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اور خود نبی اکرم ﷺ نے بھی خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا تھا کہ ان میں چار مہینے (ذو القعدہ، ذو الحجہ، محرم، رجبِ مضر) بڑے محترم ہیں۔ رمضان کی الگ سے ایک منفرد حرمت ہے۔ یہ پانچ مہینے بڑی حرمت والے ہیں۔ ان میں سے تین مہینے تو مسلسل ہیں: ذو القعدہ، ذوالحج اور محرم الحرام، کیوں کہ ان مہینوں میں حج کا بین الاقوامی اجتماع ہوتا ہے۔ لوگ ذو القعدہ میں ہی سفر شروع کر دیتے ہیں اور حج کی ادائیگی کے بعد واپس آتے محرم الحرام کا مہینہ ہو جاتا ہے۔ گویا حج ایسے عظیم اجتماعِ انسانی میں آنے جانے والوں کے راستے جنگ و جدل اور ظلم و ستم وغیرہ ہر طرح کی خرابیوں سے محفوظ کرنے کے لیے مسلسل تین مہینے حضور ﷺ نے محترم قرار دیے۔

ان میں پھر محرم الحرام کی یکم سے نئے سال کا آغاز ہوتا ہے۔ کیوں کہ آسمان و زمین کی تخلیق ہوئی اور زمین کا سورج کے گرد گھومنے کا عمل یکم محرم کو ہوا۔ (صحیح بخاری، حدیث: 4662) اسی طرح دس محرم وہ تاریخی دن ہے جس میں ایک اہم ترین انقلاب برپا ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو فرعون سے نجات ملی۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ جیسے باقی انسانیت کے مقابلے میں انبیاؑ کا مقام اعلیٰ ہے، ایسے ہی دیگر مہینوں کے مقابلے میں حرمت والے مہینے فضیلت کے حامل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں۔

اسی طرح حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ مقامات میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہے، وہ اللہ کی مساجد: بیت اللہ، بیت المقدس اور مسجدِ نبویؐ ہیں، جو انسانوں کی تعلیم و تربیت، سیاست، معاشی نظام اور عدالت کا مرکز ہیں۔ اللہ پاک نے حرماتِ الٰہی کا یہ ایک پورا سرکل بنایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حِمیٰ یعنی اُس کا سیکیورٹی زون ہے۔ ان کی پاسداری کرنا اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے''۔

www.rahimia.org

## محرم میں جھگڑے اور فسادات استعماری نظام کی دین ہیں

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

’’قرآن حکیم میں بیان کردہ حرمت کے مہینوں اور دیگر شعائر اللہ کی حرمت مسلمانوں کے بارہ سو سالہ دور میں حکمرانی کے زمانے میں قائم رہی۔ عدل و انصاف کا نظام تھا، انسانی حقوق ادا کیے جاتے تھے، لیکن جب سے مسلمان غلام ہوا، غلامی کے زمانے میں ان حرمات کی توہین کی گئی۔ یکم محرم سے پہلے ہی انتظامیہ کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں، انتظامیہ کی دوڑیں لگی ہوتی ہیں کہ کہیں لڑائی جھگڑا نہ ہو جائے۔ حال آں کہ ڈیوائیڈ اینڈ رول کی سیاست کا شاخسانہ بنا کہ خود مسلمانوں میں باہم لڑائی شروع کرائی گئی۔ محرم الحرام جو احترام کا مہینہ تھا، پچھلے سو سال سے لڑائی اور قتال کا مہینہ بنا دیا گیا۔ محرم الحرام میں انگریز سامراج نے فرقہ وارانہ فسادات کی پشت پناہی کی۔ انگریز ڈپٹی کمشنروں نے باقاعدہ شیعہ سنی جھگڑا کھڑا کیا، جس کی پوری ایک تاریخ ہے۔ 1906ء میں سب سے پہلے لکھنؤ میں وہاں کے ڈی سی نے جھگڑا پیدا کرایا۔ ایک طرف سے شیعوں کو اُکسایا اور اُدھر سے سنیوں کو اُکسایا۔ چالیس کی دہائی میں کانپور کا فساد انگریز انتظامیہ نے کروایا تھا۔ ڈی سی صاحب نے شیعوں کو پیسے دیے کہ جلوس نکالو اور سنیوں کے مدرسے کے سامنے سے گزرنا ہے اور سنیوں کو پیسے دیے کہ شیعہ ائمہ اہل بیت کی بات کرتے ہیں تو تم صحابہؓ کی بات کرو۔ چالیس کی دہائی میں وہاں کے ڈی سی نے کانپور کے لوگوں کو ’’دفاعِ صحابہ‘‘ کے نام سے پہلے جلوس کا لائسنس جاری کیا۔

عجیب تماشا ہے کہ حرمت والے مہینے میں صحابہؓ کے نام پر گروپ بنا کر جھگڑا پیدا کرتے ہیں، لڑائیاں پیدا کرتے ہیں۔ نہ حضرت امام حسینؓ کی عظمت کا پتہ اور نہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کی عظمت کا پتہ۔ دونوں طرف صرف نعرے باز ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت کیا تھی؟ انہوں نے کیا کام کیا؟ کیا نظام بنایا؟ ان کا سیاسی اور معاشی نظام کیا تھا؟ انھوں نے بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب انسانی حقوق کیسے پورے کیے؟ اس کا کوئی شعور نہیں۔ بس عمرؓ نام کے نعرے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ائمہ اہل بیت، حضرت علیؓ، حضرات حسنؓ و حسینؓ کے ساتھ کس اعلیٰ درجے کا سلوک کیا، اس کی خبر نہیں۔ اسی طرح حضرت حسینؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کا کس قدر احترام کیا، حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کا احترام کیا۔ اور تو اَور حضرات حسنؓ و حسینؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف زبان درازی کی جائے نعوذ باللہ تو ان کی بیعت کرنے والوں کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟ یا حضرت حسینؓ پر جو اعتراض کرے تو وہ حسینؓ جنھوں نے باقی تمام خلفائے راشدینؓ کی بیعت کی، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، معاویہؓ کی ہدایات کی پابندی کی ہے، ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ صحابہ کرامؓ ایک جماعت ہیں، اس جماعت کو تفرقے کا ذریعہ بنا دیا گیا، جو انھوں نے خود نہیں کیا۔ ان کے نام سے روٹی کمانے والے ذاکر اور واعظ دونوں نے اپنا اپنا مال کمانے کے لیے تفریق کا مہینہ بنا دیا‘‘۔

## حرمت کے مہینوں کا بنیادی فلسفہ امن و امان اور انصاف ہے

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہ نے مزید فرمایا:

’’ہجری سال نیا شروع ہوا ہے تو کم از کم مسلمان کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس سال اس کیلنڈر کو بنانے اور اس کو درست کرنے کے لیے قرآن نے باقاعدہ آیات نازل کی ہیں۔ مشرکین مکہ نے اس کیلنڈر کی خلاف ورزی کی تھی۔ بارہ مہینوں کی تعداد میں تو کوئی تغیر نہیں کیا، لیکن بارہ مہینوں میں کمی زیادتی، ناموں کی تبدیلی جسے عربی میں ’’نسیء‘‘ کہتے ہیں۔ قرآن نے کہا مہینوں کا ہیر پھیر کفر میں زیادتی کا سبب ہے۔ (9-التوبہ: 37) نام بدل دیے، اس بدلنے کی نوعیت بھی معلوم کرنی چاہیے کہ ’’نسیء‘‘ کیا تھا؟ معاملہ یہ تھا کہ عربوں میں مقامی سطح پر جو کیلنڈر چلا آ رہا تھا وہ قمری تھا، قمری کیلنڈر وہ کہلاتا ہے جو چاند دیکھ کر، چاند کے گھٹنے بڑھنے سے وجود میں آتا ہے اور ایک کیلنڈر شمسی ہوتا ہے کہ جو سالانہ گردش پر مبنی ہے، قمری کیلنڈر ماہانہ گردش پر استوار ہے، اور شمسی کیلنڈر سالانہ گردش پر، سورج کے گرد زمین ایک سال میں تین سو پینسٹھ دنوں میں کچھ اوپر چکر کاٹتی ہے، اس کی اساس پر بارہ مہینوں کی تقسیم، تو مشرکین مکہ نے دونوں کیلنڈروں کو خلط ملط کر کے ایک کر دیا، قمری کیلنڈر کے نام یہی تھے۔ حرمت والے مہینوں کو بھی آگے پیچھے کر دیتے تھے۔ جب جنگ لڑنی ہوتی تھی تو کہتے تھے کہ یہ والے مہینے نہیں ہیں، وہ گزر چکے ہیں وغیرہ۔

قرآن واضح طور پر کہتا ہے: ان مہینوں میں ظلم مت کرو۔ (9-التوبہ: 36) انصاف سے کام لو، عدل ضروری ہے، عوامی اور اجتماعی مفاد ناگزیر ہے۔ مخصوص طبقے کے مفادات کے پیچھے مت بھاگو۔ اب اگر ان آیات کی صریحاً خلاف ورزی کی جائے اور محرم کے مہینے میں امن کی بجائے فساد پیدا کرنے کے لیے مذہبی طبقے، ریاستی طبقے، سیکیورٹی طبقے باقاعدہ فسادات برپا کریں تو نتیجہ سوائے بربادی کے اَور کچھ نہیں نکلے گا۔

گلگت وغیرہ 1988ء میں ہونے والے شیعہ سنی فساد میں اس زمانے کی حکومت اس میں باقاعدہ involve ہے۔ اس فساد کو کروانے میں سنی مولویوں کو بھڑکانے میں اور شیعہ مولویوں کو بھی بھڑکانے میں انتظامیہ کا عمل دخل ہے۔ آج بچے بچے کو پتہ ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ فسادات اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لیے کروائے جاتے ہیں۔ جب بھی دیکھو تشدد کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو سیکیورٹی فورسز کی گرفت بڑھ جاتی ہے، قومی سلامتی کے نام پر، ریاستی حرمت کے نام پر قوم پر ظلم و جبر بڑھ جاتا ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے لکھا ہے کہ ریاستوں میں جب ایسی صورتِ حال ہو تو انسانوں کے لیے زندگی بسر کرنا محال بنا دیا جاتا ہے، ریاست کی رٹ قائم کرنے کے نام پر عوام کا استحصال کیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس مہینے کو امن والا بنانا، ظلم سے بچنا، عدل و انصاف کے مطابق انسانی معاشرے کے حقوق ادا کرنا تمھاری ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینی حقائق کو درست تناظر پر سمجھنے اور شعوری بنیادوں پر کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

www.rahimia.org

# حضرت ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاریؒ

حریت و آزادی کی تحریک ''تحریکِ ریشمی رومال'' میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے دستِ راست، صدر انڈین نیشنل کانگریس ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ڈاکٹر شوکت اللہ شاہ انصاریؒ انھیں کے بھانجے اور داماد ہیں۔ انھیں ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ نے بچپن ہی میں اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور ان کی تربیت پر خاص توجہ دی۔ ڈاکٹر شوکت اللہ انصاریؒ ۱۲/ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ / 12/ مئی 1908ء کو یوسف پور، محمد آباد، غازی پور (اُتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔ موصوفؒ کے والدِ گرامی امجد اللہ شاہؒ مرزا پور (یوپی) میں ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر فائز تھے۔ امجد اللہ شاہؒ اپنے علاقے کی معزز اور قابل شخصیت کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ڈاکٹر شوکت اللہ شاہؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ ان کی تعلیم و تربیت ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ کی نگرانی میں ہی ہوئی۔ اسی تعلیم و تربیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ کم عمری میں ہی ملکی سیاسی حالات پر ان کی دسترس بے مثال تھی۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کا شوق انھیں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لے گیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد جنیوا ہائی اسکول (سوئٹزرلینڈ) میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں یونیورسٹی آف پیرس (فرانس) سے ڈاکٹر آف میڈیسن کی ڈگری حاصل کی۔ موصوفؒ کی جوانی کی ابتدا میں ہندوستان کا ایسا دور تھا، جو ہندوستان کی سیاست کے حوالے سے بہت اہم خیال کیا جاتا ہے۔ تحریکِ ترکِ موالات، تحریکِ ریشمی رومال، تحریکِ خلافت اور تحریکِ ہجرت ایسی تحریکات سے بھرپور دور میں موصوفؒ نے سیاسی شعور حاصل کیا۔ ان تحریکات کے علاوہ ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ کے سرگرم کردار کی وجہ سے گھر میں قومی رہنماؤں اور کارکنوں کے مستقل آتے جاتے رہنے سے بھی ان کے سیاسی شعور میں اضافہ ہوا۔ موصوفؒ نے ہندوستان واپسی سے قبل سوشلزم کا بہ غور مطالعہ کیا۔ وہ اس نظام کی خوبیوں کے معترف تھے، بلکہ باقاعدگی سے کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (سی پی آئی) کی مالی مدد کی۔

1937ء میں چاندنی چوک (دہلی) میں طب کی پریکٹس شروع کی اور بہت جلد مقبولیت حاصل کر لی۔ سیاسی کردار ادا کرنے کے لیے کانگریس کا انتخاب کیا اور جمعیت علمائے ہند سے بھی وابستہ ہوگئے۔ موصوفؒ نے ان دونوں پلیٹ فارمز سے تحریکِ آزادی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپؒ ہندوستان کی کامل آزادی کے حامی تھے اور اسی کے حصول کے لیے کردار ادا کرتے رہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب بائیں بازو کی جماعت نے فرقہ وارانہ سیاست کی حمایت کی تو وہ سی پی آئی سے الگ ہوگئے۔ ڈاکٹر شوکت اللہ انصاریؒ نے قوم پرست مسلمانوں کو ''آزاد مسلم بورڈ'' کے پرچم تلے منظّم کیا۔ باہمی تفریق اور انتشار کو ختم کرنے کی غرض سے اور بورڈ کے صدر کی حیثیت سے انھوں نے فرقہ وارانہ سیاست کے تصور اور اس کے مطالبے کو مسترد کر دیا۔ اپنی تحاریر اور تقاریر کے ذریعے کامل آزادی کے تصور کو ہر جگہ اُجاگر کیا۔ جمعیت علمائے ہند اور کانگریس کے ذریعے کامل آزادی کے تصور اور نظریے پر تقسیمِ ہند تک جدوجہد کرتے رہے۔ سیاسی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ محض 31 سال کی عمر میں 3 تا 5/ مارچ 1939ء کو منعقد جمعیت علمائے ہند کے 11 ویں اجلاس کا خطبہ استقبالیہ ڈاکٹر شوکت اللہ انصاریؒ نے پیش کیا تھا۔ آپؒ کا بیان کیا ہوا یہ خطبہ ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں بہت اہم اور سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مذکورہ خطبے میں آپؒ نے نہ صرف وطنِ عزیز کے مسائل کو سامنے رکھ کر رہنما اُصول واضح کیے، بلکہ بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کو درپیش مسائل اور ان کے حل کی جانب بھی توجہ دلائی۔

جس طرح تقسیم ہند سے قبل ان کی زندگی کا بیش تر حصہ قومی سیاسی سرگرمیوں میں صَرف ہوا اور سرگرم کردار ادا کیا، اسی طرح بعد میں بھی ہندوستان کی ملکی سیاست میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ ملک کے اندر اور باہر اپنی قوم کی بھرپور نمائندگی کی اور اپنے فکر و عمل سے مسائل کو حل کرنے کی جانب توجہ دی۔ خاص طور پر ملک کی تقسیم کے بعد پیدا ہونے والے انتشار کے حالات میں باقی مسلم رہنماؤں کے ساتھ مل کر ہندو مسلم فسادات کو روکنے اور نفرت کی آگ کو بجھانے میں بھی پیش پیش رہے۔ اس دوران آپؒ کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ تقسیم ہند کے فوراً بعد 1948ء میں انقرہ (ترکی) میں ہندوستانی سفارت خانے میں کونسلَر کے عہدے پر مقرر ہوئے۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ اہم دور تھا، جس میں دیگر ممالک کے ساتھ رابطوں اور تعلقات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ موصوفؒ نے دونوں ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ترکی سے واپسی پر پھر عملی سیاست میں سرگرم ہوئے۔ 1947ء تا 1949ء دہلی یونیورسٹی کورٹ کے ممبر کے طور بھی خدمات انجام دیں۔ 1951ء میں ریاست حیدر آباد کے علاقے 'بیدر' سے ہندوستان کی پہلی ''لوک سبھا'' (قومی اسمبلی) کے لیے الیکشن میں حصہ لیا اور نمایاں ووٹوں کے ساتھ منتخب ہوئے۔ پارلیمنٹ کے رُکن کے طور پر آپؒ نے امورِ خارجہ کی مشاورتی کمیٹی میں بھی خدمات انجام دیں۔

1954ء اور 1955ء میں وہ ہندوستانی وفد کے رُکن کے طور پر اقوام متحدہ گئے۔ 1957ء میں 'بین الاقوامی کنٹرول کمیشن' کے چیئرمین نامزد ہوئے، ذمہ داریاں نبھائیں اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ جولائی 1958ء تا ستمبر 1960ء آپؒ نے ویت نام میں انٹرنیشنل کنٹرول کمیشن میں خدمات انجام دیں۔ 1955ء میں جنیوا میں بین الاقوامی لیبر کانفرنس میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ 1960ء میں آپؒ کو سوڈان اور کانگو میں ہندوستان کا سفیر مقرر کیا گیا۔ آپؒ نے 31/ جنوری 1968ء کو اڑیسہ کے گورنر کا عہدہ سنبھالا اور 1971ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ الغرض! ڈاکٹر انصاریؒ نے ملکی قومی سیاسی حوالے سے بہت مصروف وقت گزارا۔ نہ صرف یہ کہ خود جدوجہدِ آزادی میں قائدانہ کردار ادا کیا، بلکہ اپنی اہلیہ اور ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ کی بیٹی زہرہ انصاریؒ کی بھی اس جدوجہد میں حمایت کی اور ساتھ دیا۔ عملی کردار کے ساتھ ساتھ آپؒ نے اپنے مضامین اور کتب کے ذریعے بھی سیاسی سماجی شعور کو اُجاگر کیا۔ ''پاکستان'' کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی، جو غالباً اس عنوان پر پہلی کتاب تھی۔ جدوجہد سے بھرپور وقت گزار کر موصوفؒ 29/ دسمبر 1972ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے۔

www.rahimia.org



تحریر: پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد عاصم قریشی، ملتان

# اسلامی بینکاری کا فریب

زوال پذیر معاشروں میں انسانوں کو دھوکے اور فریب کا شکار کیا جاتا ہے۔ تین سو سالہ غلامی کے دور میں مذہب کا عنوان استعمال کر کے برصغیر پاک و ہند کی عوام کو خوب ورغلایا گیا۔ اسی فریب کاری کی ایک صورت ''اسلامی بینکاری نظام'' ہے۔ پاکستان میں سپریم کورٹ کے باقاعدہ حکم کے تحت 1992ء میں اسلامی بینکاری کی اجازت دی گئی۔ سب سے پہلا اسلامی بینک 2002ء میں ''میزان بینک'' کے نام سے قائم کیا گیا۔ پاکستان کی ممتاز مذہبی شخصیت جناب مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا نام پاکستان میں اسلامی بینکنگ کے قیام اور اس کے فروغ کے حوالے سے سب سے نمایاں رہا ہے۔ مفتی عثمانی صاحب ضیاء الحق کے مارشل لاء دور میں 1981ء سے 1982ء تک وفاقی شرعی عدالت کے جج متعین رہے۔ بعد ازاں ان کو سپریم کورٹ کی شریعہ اپیلٹ بینچ کا ممبر بنا دیا گیا، جہاں وہ تقریباً دو دہائیوں تک اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری کے فروغ میں مفتی عثمانی صاحب اور ان کے خاندان کا نمایاں کردار رہا ہے۔ پاکستان میں اس وقت 6 مکمل اسلامی بینک اور دیگر مروّجہ بینکوں میں سے تقریباً 16 کا اسلامی بینکاری سیکشن بھی موجود ہے۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ان اسلامی بینکوں کی شاخوں میں مذہبی افراد کی جمع پونجی کا بہت بڑا حصہ خاصی مقدار میں جمع ہے۔

اسلامی بینکنگ کی بابت یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ پاکستان میں تمام اسلامی بینک قرض کی لین دین میں کائبور (KIBOR) کو بنیاد بناتے ہیں۔ کائبور دراصل Karachi Interbank Offer Rate کا مخفف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بینک آپس میں باہم قرض کی لین دین جس شرح سود پر کرتے ہیں، وہ روزانہ کی بنیاد پر طے ہوتی ہے۔ سٹیٹ بینک کے ماتحت ذیلی ادارہ یہ کام کرتا ہے۔ کائبور کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ کائبور کی شرح سود ہی کم و بیش بعد میں سٹیٹ بینک کی مانیٹری پالیسی کے طور پر نافذ کر دی جاتی ہے۔ تمام بینک قرض دینے اور لینے کے لیے اس شرح سود کو استعمال کرتے ہیں۔ بینکنگ انڈسٹری میں اسلامک بینک گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کائبور کو ہی بنیاد بناتے ہیں۔ جب اس بابت اسلامک بینکنگ کے طرف داروں سے سوال کیا جاتا ہے تو اس کے جواب میں وہ گویا ہوتے ہیں کہ ''یہ مارکیٹ کی مجبوری ہے'' اور اس بابت مختلف فرضی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

ملک میں جہاں ایک طرف عمومی مذہبی طبقے کو عقیدت کی چادر اوڑھا کر اسلامی بینکاری سے متاثر کیا جاتا رہا ہے، وہیں باشعور اور سوچ و بچار کا حامل طبقہ اس عمل پر ہمیشہ سے سوالات اُٹھاتا آیا ہے۔ اسی کا اظہار پچھلے دنوں ملک کے ممتاز بینکنگ ماہر جناب محمد رضوان الحق نے بھی کیا۔ وہ داؤد اسلامک بینک اور داؤد اسلامک تکافل کے اَساسی ذمہ دار ممبران میں سے ایک ہیں۔ مختلف مواقع پر وہ اسلامی بینکنگ کی قباحتوں کا برملا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنی لِنکڈ اِن (LinkedIn) پروفائل پر مؤرخہ 13/ جولائی 2023ء کو شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور میرس (سندھ) میں بینکنگ کے موضوع پر حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کے ایک خطاب کا شارٹ کلپ اسلامی بینکنگ کی اصل حقیقت کو واضح کرنے کے لیے شیئر کیا۔ کلِپ کا عنوان انھوں نے یہ دیا ہے: ''اسلامی بینکنگ اور فنانس بذاتِ خود حقیقی اسلامی معاشی نظام کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔'' اس شارٹ کلِپ میں مفتی آزاد صاحب نے مروّجہ اسلامی بینکاری کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اسلام کے نام پر یہ دھوکہ بالکل اسی طرح ہے، جیسے ہم اپنے ملک کے ساتھ 'اسلامی' اور 'جمہوری' کا اضافہ کر کے کرتے ہیں، جب کہ ملک میں نہ ہی اسلامی سیاسی، معاشی، عدالتی، سماجی و تعلیمی نظام ہے اور نہ ہی جمہوریت کا کہیں وجود ہے''۔

اسلامی بینکاری کا پسِ منظر بیان کرتے ہوئے مفتی آزاد صاحب فرماتے ہیں کہ:

''جنرل ضیاء الحق نے اسلامی بینکاری کو رائج کرنے کے لیے اپنے دور میں دو کمیٹیاں تشکیل دیں، جن میں سے ایک ٹیکنیکل کمیٹی تھی جس میں مختلف بینک ماہرین، بیوروکریٹ اور ماہرینِ معیشت شامل تھے اور اس کے سربراہ (اس وقت کے) گورنر سٹیٹ بینک غلام اسحاق خان تھے۔ اس ٹیکنیکل کمیٹی کی رپورٹ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ قرضوں کی جس عالمی معیشت کا ملک حصہ ہے، اس سے جان چھڑائے بغیر اسلامی بینکاری کو ملک میں حقیقی معنوں میں رائج نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ دوسری علما کی کمیٹی تھی، جس میں مختلف مکاتبِ فکر کے شرعی ماہرین موجود تھے اور ان کے سربراہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب تھے۔ علما کمیٹی کی تجاویز میں یہ کہا گیا کہ عالمی سرمایہ دارانہ نظام کو ملک میں برقرار رکھتے ہوئے چند 'حیلوں' کے ذریعے ملک میں اسلامی بینکاری کو نافذ کیا جا سکتا ہے۔ چناں چہ ''مضاربہ''، ''بیع مرابحہ''، ''حلال منافع'' ایسی اصطلاحات کو بینکنگ سیکٹر میں متعارف کروایا گیا۔ چند مزید ذیلی تبدیلیوں کو تجویز کیا گیا۔ علما کی ان تجاویز پر جب ماہرینِ معیشت و بینکار حضرات نے اسلامی بینکاری نظام عملی صورت میں پیش کیا تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنے دارالعلوم سے جاری ماہنامہ ''البلاغ'' میں اس پر کڑی تنقید کی تھی۔

مفتی آزاد صاحب نے مزید واضح کیا کہ:

''لمحۂ فکریہ تو یہ ہے کہ ملک کا معاشی نظام جب تک قرضوں کے عالمی نظام کا حصہ ہے تو وہ اپنے ایک جز یعنی بینکنگ نظام کو کیونکر اسلامی بنا سکتا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ جب قرضوں کی عالمی معیشت کا حصہ رہتے ہوئے اسلامی عنوانات استعمال کر کے زر (رقم) کو قرض پر دینے کا سلسلہ جاری رکھنا ہے تو اس کے لیے اسلام کا نام شامل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟!۔

مفتی آزاد صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ: ''اسلام کے مکمل معاشی نظام کے اُصولوں کو معاشرے میں غالب کیے بغیر محض حیلوں کی بنیاد پر اسلامی بینکنگ کی چادر

www.rahimia.org

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

ماسوائے دھوکے کے اَور کچھ بھی نہیں ہے۔ آج ہمیں کم از کم علمی سطح پر اسلام کے معاشی نظام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ضرورت ہے کہ اسلام کا مکمل معاشی نظام ہم سمجھیں اور اس کو معاشرے کے لیے قابلِ عمل قرار دیں۔ اس پر علمی سطح پر بحث مباحثہ اور مکالمہ کیا جائے۔ اس کے بجائے اسلام کے عنوان استعمال کرتے ہوئے عالمی سرمایہ دارانہ نظام اور اس کی قرضوں پر مبنی معیشت کا حصہ اور آلہ کار بن جانا کہاں کا انصاف ہے؟!''۔

جناب رضوان الحق کی طرف سے اس کلپ کو شیئر کیے جانے پر مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ماہرین نے اپنی اپنی آرا کا اظہار کیا۔ انھیں میں ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی بھی شامل ہیں، جو مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے بیٹے ہیں۔ میزان بینک اور دیگر اسلامی بینکوں کے ایڈوائزوری بورڈ کے ممبر ہیں۔ وہ اپنے تبصرہ میں لکھتے ہیں:

''میں محترم صاحبِ علم مقرر سے ایک سوال پوچھنا چاہوں گا۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو منع کیا ہے۔ کیا تجارت حیلہ ہے؟ کیا مضاربہ حیلہ ہے؟ میرے والدِ محترم اور دادا اور ان کے اسلاف نے فقہی قوانین کی روشنی میں مکمل تفصیلات کے ساتھ درست راستہ بتلایا ہے۔ اس کو مکمل طور پر ملک میں نافذ کیا جانا چاہیے اور مکمل طور پر نظام کو تبدیل ہونا چاہیے، لیکن کوئی بھی عمارت اینٹوں کے بغیر اور راتوں رات نہیں بن سکتی ہے۔ ہمیں نظام کو بڑھانے کے لیے جو کچھ ہم کر سکتے ہیں، اس کے لیے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ سب کچھ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے۔ کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔ کسی بھی کام کو سرانجام دینے کے لیے طبعی طور پر مکمل وقت اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں مثبت اور فائدہ مند ہونا چاہیے، نہ کہ منفی اور نقصان دہ۔ ہم لوگ اپنی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ راستے تلاش کریں اور جو کچھ کر سکتے ہیں، اس کو اختیار کریں۔ باقی معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے''۔

عمران عثمانی کو جواب دیتے ہوئے رضوان الحق صاحب لکھتے ہیں:

''براہِ مہربانی صرف ایک بات کا جواب دیں؛ کائبور (KIBOR) جو کہ سود ہے اور قرآن وسنت نے اس کو حرام قرار دیا ہے تو قابلِ احترام علمائے کرام اسی حرام چیز (کائبور) کو اسلامی بینکوں میں استعمال کا فتویٰ کیونکر جاری کر سکتے ہیں؟''۔

باشعور نوجوانوں کو اس مباحثے اور مکالمے کے ذریعے یہ موقع ملتا ہے کہ سطحیت سے نکل کر ان امور کا بہ غور جائزہ لیں۔ دین اور مذہب کا عنوان دیکھ کر شکار ہونے کی بجائے دینی فہم وبصیرت کی بنیاد پر اس کا تجزیہ کریں کہ آیا دین کا عنوان مفادات کو حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے یا دینی مقاصد وتعبیرات کو پورا کرنے کے لیے؟ دین کے مکمل نظام کا تعارف نوجوان کے پیشِ نظر رہے اور حالات و واقعات پر گہری نظر ہو، تاکہ مظلوم انسانیت کو دینِ اسلام کی اعلیٰ تعلیمات پر مبنی نظام سے درست انداز میں مستفید کروایا جا سکے۔ دینی فکر کو درست تناظر میں سمجھ کر اس کا فکری وعملی نظام قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ضروری امر ہے۔

# دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر   شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

**سوال** نماز کے دوران اگر مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے یا چوتھی رکعت میں سلام پھیر دے تو مقتدی اپنے امام کی متابعت کرے یا تشہد پورا کرے؟

**جواب** مقتدی کو تشہد پورا کر کے امام کی متابعت میں جانا چاہیے۔ کیوں کہ بلا تاخیر امام کی فرائض و واجبات میں متابعت کا قاعدہ تب ہے جب کوئی اَور واجب معارض نہ ہو، چوں کہ تشہد پڑھنا مقتدی پر بھی واجب ہے، لہٰذا پہلے تشہد پورا کرے۔

**سوال** اگر امام قعدۂ اخیرہ میں ہو اور اسی دوران کوئی شخص آ کر امام کی اقتدا میں شامل ہو کر بیٹھ جائے، اس کے بیٹھتے ہی امام صاحب نے سلام پھیر دیا تو کیا یہ شخص اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے لیے فوراً کھڑا ہو جائے؟ یا تشہد پوری کرنے کے بعد کھڑا ہو؟

**جواب** مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہیے کیوں کہ امام کی متابعت میں اس پر تشہد واجب ہو گیا۔

**سوال** اگر کسی شخص کو نمازِ وتر میں دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا وہ اس کی جگہ تین بار سورت اخلاص پڑھ سکتا ہے؟

**جواب** شامی میں آیا ہے کہ جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو، وہ درج ذیل مکمل آیت پڑھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(2-البقرہ:201) فقیہ ابواللیث نے کہا ہے کہ: وہ تین مرتبہ ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ'' یا پھر تین مرتبہ ''یَا رَبِّ'' پڑھے۔ تاہم کسی قرآنی آیت کو دعا کی نیت سے بھی پڑھ سکتا ہے، لیکن دعائے قنوت کی جگہ سورت اخلاص کسی روایت یا اثر سے منقول نہیں ہے۔ البتہ دعائے قنوت یاد کرنے کا بھی اہتمام ساتھ ساتھ جاری رکھے۔ (كذا فی الشّامی)

## بقیہ سیّدنا محمد بن سیرینؒ

بیدار ہوئے تو سوچنے لگے کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی؟ پانچ اُنگلیاں جو آپ ﷺ نے کھڑی کی ہیں تو اس سے پانچ دن مراد ہیں؟ پانچ سال مراد ہیں یا پانچ گھنٹے کہ میری زندگی کا اتنا وقت باقی ہے؟ جب تعبیر سمجھ نہیں آئی تو ایک آدمی سیدنا محمد بن سیرین کے پاس بصرہ بھیجا کہ ان سے تعبیر لی جائے۔ ابن سیرینؒ نے خواب سن کر فرمایا کہ: ''آپ ﷺ نے ان کے سوال پر جو پانچ اُنگلیاں کھڑی کی ہیں اس سے قرآن مجید کی اُس آیت کی طرف اشارہ ہے، جس میں ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا حقیقی علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اور موت کب اور کہاں آئے گی، یہ بھی ان پانچ امور میں سے ہے۔ اس لیے اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔